خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنہ کا ترجمان اور دینی علمی تبلیغی اصلاحی سلسلہ

۵

ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ / جنوری ۲۰۱۷ء

بیادگار شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر حلیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بانی و بفیضِ دعا پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

مدرسہ احیاء السنہ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ
فارُوقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۰۴۰ ضلع سرگودھا

آہِ صحرا ہو مبارک ترے دیوانوں کو

ہم نے دیکھا ہے ترے عشق کے بیماروں کو
آتشِ غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو

ہم فدا ہونے کو ہیں دولتِ کونین ابھی
تُو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

خلوت غارِ حرا سے ہے طلوع خورشید
کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو ویرانوں کو

اہلِ دُنیا تو چمن میں ہیں گلوں کے بندے
ان کے دیوانے تو جاتے ہیں بیابانوں کو

اہلِ دنیا کو ہے راس آئی یہ فانی دُنیا
نعرۂ عشق و محبت ترے مستانوں کو

حُسن فانیٔ بُتاں پر مَرے کرگس لیکن
آہِ صحرا ہو مبارک ترے دیوانوں کو

ہم نے دیوانوں سے سیکھی ہے محبت اخترؔ
ہائے یہ درد کہاں ملتا ہے فرزانوں کو

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنہ کا ترجمان اور دینی علمی تبلیغی و اصلاحی سلسلہ

بیادگار

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ / جنوری ۲۰۱۷ء

بفیضانِ نظر

حلیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ اشرف المدارس و خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی)

بانی و بفیضِ دعا

پیر طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور)

سرپرست

فقیہِ وقت حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

نگران

حضرت ابو حماد قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مدظلہم

(مہتمم مدرسہ احیاء السنہ فاروقہ ضلع سرگودھا)

مدیر

محمد ارمغان ارمان

فہرست

آئینۂ التربیت

بارہ ربیع الاوّل اور ہمارا طرزِ عمل، ایک لمحہ فکریہ ____ ۲

مضامینِ قرآن

لطائف و معارف سورۃ الفاتحہ ____ ۴

مضامینِ حدیث

دُنیا کی حقارت اور ذِلت ____ ۶

بیت الخلاء آنے جانے کی دُعائیں اور سنتیں ____ ۷

مقالات و مضامین

تعلیماتِ مجدد الملّت رحمہ اللہ (۲) ____ ۹

ماہِ ربیع الثانی میں مروّجہ ”گیارھویں“ کا تحقیقی جائزہ ____ ۱۳

حقوق الاسلام (۱) ____ ۱۶

جہالت کی بیماری ____ ۲۰

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت (۱) ____ ۲۳

متفرقات

حضرت عارفِ وقت کا سفرِ منڈی بہاء الدین (۲) ____ ۲۸

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

مدرسہ احیاء السنہ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۴ ضلع سرگودھا

0301/0335-6750208

E-mail: ehyaussunnah@gmail.com

Web: www.ehyaussunnah.blogspot.com

بارہ ربیع الاوّل اور ہمارا طرزِ عمل، ایک لمحۂ فکریہ

مُدیر کے قلم سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات، پاکیزہ سیرت اور ہر وہ چیز جس کا تعلق آپ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ہے' اس کا تذکرہ نہایت پسندیدہ اَمر اور ایک مسلمان کے لیے باعثِ سعادت و برکت، باعثِ اجر وثواب اور مُوجبِ اِزدِیادِ محبت وعظمت ہے، اس لیے کسی تخصیص وتعین کے بغیر ذکرِ محبوب پورا سال اور ہر وقت ہونا چاہیے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس! چند مُدّعیانِ محبت وعشق نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کو صرف ایک مہینہ ربیع الاوّل کی چند مقررہ تاریخوں کے ساتھ خاص کر رکھا ہے، اور وہ بھی بطورِ رسم کے' پھر پورا سال فارغ، یہ نہایت ناانصافی اور محبت میں کمی کی علامت ہے۔ آج اس مٹھی بھر اَفراد کے مکر وفریب میں سادہ لوح مسلمان بُری طرح جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں، موجودہ صورتِ حال اسی کی نظیر ہے۔

افسوس صد افسوس! چند سالوں سے مُروجّہ رسم کے ذریعہ جو مذاق، کھیل وتماشا اور ''جشنِ عید میلادالنبی'' کے نام پر جو تفریح اور لغویات ومنکرات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے، وہ ایک مسلمان کے لیے نہایت تکلیف دِہ ہے۔ یہ اَلم ناک اَحوال سال بہ سال بڑھتے جا رہے ہیں، عملی طور پر کوئی اس سیلابِ عصیاں کے آگے بند باندھنے والا نہیں، سب خاموشی کی چادر اَوڑھے ہوئے ہیں، اِلَّا مَا شَآءَ اللہ۔

بارہ ربیع الاوّل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی دین ومذہب سے آزاد ہو کر، رَبّ چاہی چھوڑ کر مَن چاہی طریقوں اور بہت ہی دُھوم دھام سے ''جشنِ عید میلادالنبی'' منائی جاتی ہے، نئے کپڑے وجُوتے پہنے جاتے ہیں، دِن کے وقت جلوس نکالے جاتے ہیں؛ اس موقع پر لوگ مختلف کھانے پینے کی چیزیں جلوس والوں کے اُوپر پھینکتے ہیں' جس سے بہت سا رِزق پَیروں تلے رَوند ہو جاتا ہے، بیت اللہ وگنبدِ خضریٰ کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں، کیک وغیرہ کاٹے جاتے ہیں، گلیوں'

محلّوں، عمارتوں اور دَرختوں وغیرہ کو رَنگ برنگی روشنیوں سے سجایا جاتا ہے؛ پھر باہم مقابلے ہوتے ہیں اور اِنعامات دیے جاتے ہیں، تصویریں اور ویڈیوز بنتی ہیں، بالخصوص رات کے وقت مرد وعورتیں، بچے وبوڑھے، نوجوان لڑکے ولڑکیاں یہ نظارے دیکھنے کے لیے گھروں سے باہر نکلتے ہیں؛ اس موقع پر جو بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے، نا قابلِ بیاں ہے، نعتیں گانوں کے لہجے واَنداز میں پڑھی جاتی ہیں اور اس میں موسیقی کا استعمال بھی کیا جاتا ہے، ڈانس ورَقص اور بھنگڑے ڈالے جاتے ہیں، وغیرہ۔

یہ ہے مُروّجہ جشنِ عید میلادالنبی کی ایک چھوٹی سی جھلک! بنظرِ انصاف دیکھیے! کیا ان چیزوں کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق ہے؟ افسوس! یہ سب اللہ ورسول اور دینِ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے اور باعثِ اجر وثواب سمجھا جا رہا ہے، حالانکہ یہ سب واضح طور پر شریعت وسُنّت کی مخالفت اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ اس دِن جس قدر بے ہُودگی، بے حیائی، بے غیرتی، بے پَردگی، فحاشی، مخلوط اجتماعات، شریعت وسُنّت کا مذاق اور گُم رَاہ واَغیار اقوام کی نقل وپیروی کی جاتی ہے، وہ کسی پر بھی پوشیدہ نہیں۔

آہ! یہ سب دیکھ کر دِل خون کے آنسو روتا ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اُمّت یہ کس راہ پر چل پڑی ہے!!! اِن دِنوں میں احقر کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلوں سوائے نماز کے، مگر ضرورتِ شدیدہ سے جب بھی گھر سے باہر جانا ہوا، جلد از جلد واپس لوٹنے کی کوشش کی؛ مگر ان اَندوہ ناک واخلاق سوز مناظر پر نظر پڑنے سے بے ساختہ زبان سے استغفار جاری ہو جاتا، دِل روتا، کُڑھن وسُڑھن ہوتی اور بہت دیر تک اثر رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

تمام قابلِ احترام علمائے کرام، مقتدایانِ دین اور عمائدین وزُعمائے مِلّت سے نہایت دَرد مندانہ وعاجزانہ اِلتماس ہے کہ سب مل بیٹھ کر شریعت وسُنّت کی روشنی میں اس مسئلے کو جلد از جلد پوری سنجیدگی سے حل کیجیے، اور زبانی بیانات پر اِکتفا کرنے کے بجائے عملی اِقدامات کے ساتھ اس رسمِ باطل اور بے ہُودہ حرکتوں کو بند کرائیے، جو مسلمانوں کو تباہی وبَربادی کے گڑھے کی طرف لے جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہمِ سلیم وقلبِ سلیم اور نقشِ قدمِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

انتخاب از: ''خزائن القرآن''

لطائف و معارف سورۃ الفاتحہ

از اِفادات: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بعد اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے۔ میں تمھارا رَبّ تو ہوں لیکن رَحۡمٰن و رَحِیۡم بھی ہوں، میری رُبوبیت شانِ رحمت کے ساتھ ہے۔ دیکھو! میں تمھیں کتنی رحمت سے پال رہا ہوں۔ ایک بڑھئی ذرا سا چاقو بناتا ہے تو پہلے لوہے کو آگ میں ڈالتا ہے پھر ہتھوڑے مارتا ہے۔ بتاؤ! جب میں نے تم کو بنایا تو ماں کے پیٹ میں کتنے ہتھوڑے لگائے؟ اور کس آگ میں جلایا؟ اس رحمت سے پیدا کرتا ہوں کہ تمھاری ماں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ کب کان فِٹ (Fit) ہو رہے ہیں، کب آنکھیں لگ رہی ہیں، کب زبان بن رہی ہے، کب دِل لگا رہا ہوں۔ آہ! تمھارا میٹریل (Material) تو باپ کا نطفہ اور ماں کا حیض ہے جس پر تمھارے اَعضا کی تشکیل کی جس میں تمھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے دی۔

رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کے بعد اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نازل کر کے بتا دیا کہ میری ہر اَدائے رُبوبیت میں شانِ رحمت شامل ہے، ہر اَدائے تربیت میں شانِ رحمانیت اور شانِ رحیمیت ہوگی۔

رَحۡمٰن اور رَحِیۡم میں کیا فرق ہے؟ رَحۡمٰن کے معنٰی ہیں ''مہربانی کرنے والا'' اور رَحِیۡم کے معنٰی ہیں ''بہت زیادہ مہربانی کرنے والا، بار بار رحمت کرنے والا''۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ رَحۡمٰن میں جو رحمت ہے وہ مومن اور کافر سب پر عام ہے، اسی صفتِ رحمانیت کے صدقے میں دُنیا میں کافر رزق پا رہا ہے، اگر شانِ رحمانیت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو روٹی نہ دیتا، غرض صفتِ رحمانیت مشترک ہے مومن اور کافر کے درمیان۔ اور رَحِیۡم خاص ہے مومنین کے لیے، شانِ رحیمیت صرف مومنین کے لیے ہے، لہٰذا مومنین جب جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ۝

(سورۃ فصلت، آیت: ۳۲)

یہ مہمانی ہے غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ کی طرف سے۔

دوسرا فرق علامہ آلوسی السیّد محمود بغدادی نے یہ بیان کیا ہے کہ رحمانیت کی شان کبھی ممزوج بالالم ہوسکتی ہے یعنی اس رحمت میں تکلیف کی آمیزش ہوسکتی ہے؛ جیسے گُردے کی پتھری نکالنے کے لیے آپریشن ہورہا ہے اس میں بھی رحمت ہے کہ پتھری نکل جائے گی مگر اس میں تکلیف شامل ہے۔ اور رَحِیْم میں وہ صفتِ رحمت ہے جو کبھی ممزوج بالالم نہیں ہوتی؛ جنت میں چونکہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اس لیے اللہ تعالیٰ نے نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ نازل فرمایا، یہاں رَحْمٰن نازل نہیں فرمایا کیوں کہ جنت میں کوئی اَلم نہیں ہے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن وہاں کی خوشیاں اُنھی کو ملیں گی جو یہاں اللہ کے لیے غم اُٹھا چکے ہیں، جنھوں نے گناہوں سے بچنے کا غم اُٹھایا ہے، عبادت کی مشقت برداشت کی ہے۔ اس لیے جب جنت میں پہلا قدم داخل ہوگا تو ہر جنتی کے منہ سے یہ بات نکلے گی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ.

(سورة الفاطر، آیت: ٣٤)

شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم سے غم کو اُٹھالیا کہ آج غم ہمیشہ کے لیے ختم ہورہا ہے، اب کبھی غم کا تصور بھی نہ ہوگا۔ علامہ آلوسی نے تفسیر رُوح المعانی میں یہی دُعا مانگی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شانِ رحیمیت کا مظہر بنائے''، اپنی وہ شانِ رحمت دے جو کبھی ممزوج بالالم نہیں ہوتی یعنی اے خدا! اپنی شانِ رحیمیت کے صدقے میں ہمیشہ ہم کو عافیت سے رکھیے، کبھی کوئی تکلیف نہ دیجیے۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں بتادیا کہ میں قیامت کے دن تابعِ قوانین نہیں ہوں گا قیامت کے دن کا مالک ہوں گا۔ اُس دن میری حیثیت قاضی اور جج کی نہیں ہوگی، مالک کی ہوگی۔ دُنیا کی عدالتوں کے قاضی اور قاضی القضاۃ یعنی سپریم کورٹ کے جسٹس اور چیف جسٹس سب قوانین وفرامینِ سلطنت کے پابند ہوتے ہیں، پابندِ قانونِ مملکت ہوتے ہیں، قانون کے دائرے کے خلاف نہیں جاسکتے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں قاضی اور جج کی حیثیت سے فیصلے نہیں کروں گا، میں قیامت کے دن کا مالک رہوں گا جس کو چاہوں گا بخش دوں گا، جس کو چاہوں سزا دوں گا، میں کسی قانون کا پابند نہیں ہوں، تابعِ قانون نہیں ہوں بلکہ مالک ہوں جس کو چاہوں سزا دوں (باقی صفحہ ۶ پر)

انتخاب از: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت“ مشکوٰۃ، کتاب الرقاق

دُنیا کی حقارت اور ذِلّت

از اِفادات: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری کے بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے یا کٹے ہوئے تھے اور مَرا ہوا تھا۔ ارشاد فرمایا: تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کو ایک دِرھم کے عوض میں لے لے؟ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین نے عرض کیا کہ: ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں نہیں لینا چاہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے خداوند تعالیٰ کی! یہ دُنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمھاری نظر میں یہ بچہ بکری کا ذلیل ہے۔ (رواہ مسلم)

تشریح: مقصود اس حدیث سے بے رَغبت کرنا ہے دُنیا سے اور راغب کرنا ہے آخرت کی طرف، کیونکہ دُنیا کی محبت ہر گناہ کا سَر ہے اور ترکِ محبتِ دُنیا کا ہر عبادت کا سَر ہے۔ دُنیا کا عاشق اگر دین کے کام میں بھی مشغول ہوتا ہے تو اس کی غرض فاسد ہوتی ہے اور دُنیا سے بے رَغبت اگر دُنیا کے کام میں بھی لگتا ہے تو اس کی غرض آخرت ہوتی ہے۔

بعض عارفین نے کہا ہے کہ جس نے دوست رکھا دُنیا کو اس کو کوئی مُرشد ہدایت نہیں دے سکتا، اور جس نے ترک کیا دُنیا کی محبت کو اس کو کوئی مفسد اور گمراہ کرنے والا گمراہ نہیں کرسکتا۔ (مظاہرِ حق)

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(بقیہ صفحہ ۵) جس کو چاہوں بخشوں، بخشش کے لیے بس ”ایمان“ شرط ہے۔ اگر قانون کی رُو سے کوئی بخشش نہیں پا رہا ہے تو جس کو چاہوں گا اپنے ”مراحمِ خسروانہ“ اپنے شاہی رحم سے بخش دوں گا۔

(جاری ہے)

انتخاب از: ”پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں“

بیت الخلاء آنے جانے کی دُعائیں اور سنتیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) اِستنجے کے لیے پانی اور ڈھیلے دونوں لے جائیں۔ تین ڈھیلے یا پتھر ہوں تو مستحب ہے۔ اگر پہلے سے بیت الخلاء میں انتظام کیا ہوا ہو تو کافی ہے۔ فلش پاخانوں میں ڈھیلوں کی وجہ سے دِقّت ہو رہی ہے، لہٰذا بعض علمائے کرام نے ٹوائلٹ پیپر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے تاکہ فلش خراب نہ ہو۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَر ڈھانک کر اور جُوتا پہن کر بیت الخلاء تشریف لے جاتے تھے۔ (علیکم بسنتی)

(۳) بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

(بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجة)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنّوں سے، مرد ہوں یا عورت“۔

(ف:) مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”مرقاۃ“ میں لکھا ہے کہ احادیث میں ہے کہ اس دُعا کی برکت سے بیت الخلاء کے خبیث شیاطین اور بندہ کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے جس سے وہ شرمگاہ نہیں دیکھ پاتے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ خبث کے ”ب“ پر پیش اور جزم دونوں جائز ہیں۔

(مرقاۃ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۶۱)

(۴) بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم رکھے۔ (علیکم بسنتی، بحوالہ ابن ماجہ)

(۵) جب بدن ننگا کریں تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچا ہو کر کھول سکیں اتنا ہی بہتر ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

(۶) بیت الخلاء سے نکلتے وقت داہنا پیر باہر نکالیں اور باہر آ کر یہ دُعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ. (ابن ماجة)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں، سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے

ہیں، جس نے مجھ سے اِیذا دینے والی چیز دُور کی اور مجھے عافیت عطا فرمائی‘‘۔

(۷) بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآن شریف کی آیت یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک نام لکھا ہوا اور وہ دِکھائی دیتا ہو تو اُس کو اُتار کر باہر ہی چھوڑ دیں (نسائی)، فراغت کے بعد باہر آکر پھر پہن لیں۔ تعویذ جس کو موم جامہ کرلیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

(۸) رَفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کریں اور نہ اُس طرف پیٹھ کریں۔

(مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

(۹) رَفع حاجت کرتے وقت بلا ضرورتِ شدیدہ کلام نہ کریں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد صفحہ ۳)

(۱۰) پیشاب، پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچیں، کیوں کہ اکثر ’’عذابِ قبر‘‘ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے سے ہوتا ہے۔ (بخاری، ابن ماجہ)

(۱۱) پیشاب کرتے وقت یا اِستنجاء کرتے وقت عضوِ خاص کو دایاں ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں، اِستنجاء بائیں ہاتھ سے کریں۔ (بخاری، ابوداؤد)

(۱۲) بعض جگہ بیت الخلاء نہیں ہوتا اس وقت ایسی آڑ کی جگہ میں رَفع حاجت کرنا چاہیے جہاں کسی دوسرے آدمی کی نگاہ نہ پڑے۔ (ابن ماجہ، ابو داؤد)

(۱۳) پیشاب کرنے کے لیے نرم جگہ تلاش کریں تاکہ چھینٹے نہ اُڑیں اور زمین جذب کرتی جائے۔ (ترمذی، ابو داؤد)

(۱۴) بیٹھ کر پیشاب کریں، کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ (ترمذی)

(۱۵) پیشاب کرنے کے بعد اِستنجاء سُکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سُکھانا چاہیے۔

(۱۶) وضو سُنّت کے موافق گھر پر کرنا چاہیے۔

(۱۷) سنتیں گھر پر پڑھ کر جانا، موقع نہ ہو تو مسجد میں پڑھنا۔

ف: آج کل جب کہ سُنّتوں کو تَرک کیا جا رہا ہے، سنن کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص ۱۵۶)

(دوسری و آخری قسط)

تعلیماتِ مُجدّد الملّت رحمہ اللہ

از اِفاداتِ: حکیم الامت مجدد الملت حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

مرتب: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب علیہ رحمۃ اللہ

گناہوں کے چھوڑنے کا عجیب و غریب طریقہ:

فرمایا کہ ایک طریقہ گناہوں کے چھوڑنے کا یہ بتلایا کرتا ہوں کہ مکان میں کِواڑ (یعنی دروازہ) بند کر کے سوتے وقت روز حق تعالیٰ سے دُعا کیا کرو کہ ’’یا اللہ! مَیں بڑا کمبخت ہوں، نالائق اور پاجی ہوں‘‘، غرض خوب سخت سخت الفاظ اپنے لیے استعمال کر کے کہو کہ ’’یا اللہ! میری ہمت تو ان گناہوں کے تَرک کے لیے کافی نہیں، آپ ہی مدد فرمائیں‘‘۔ یہ ترکیب کر کے دیکھو! اِنْ شَآءَ اللہ ایک دو ہفتہ ہی میں سب گناہ ختم۔ مگر کوئی کرتا ہی نہیں! جیسے کوئی لڑکا سبق یاد نہ کرے، اور میاں جی سے کہے کہ تم ہی سبق یاد کرلیا کرو۔ (اقتباس از ملفوظ: ۸۳۱، کمالاتِ اشرفیہ)

گناہ سے مادّۂ معصیت اور قوی ہو جاتا ہے:

فرمایا کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے لیے مادّۂ معصیت قوی ہو جائے گا اور اِزالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا۔

(کمالاتِ اشرفیہ، ص: ۵۷)

وُصول الی اللہ کا راستہ:

فرمایا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اخلاقِ رذیلہ جاتے رہیں، حمیدہ پیدا ہو جائیں، معاصی چُھوٹ جائیں، طاعت کی توفیق ہو جاوے، غفلت من اللہ جاتی رہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جاوے۔ (کمالاتِ اشرفیہ، ص: ۱۷۱)

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ارشادات جن کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم فرمایا تھا، اس کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

سُستی کا علاج:

؎ فرما گئے حکیم الامت
سُستی کا علاج بس ہے چُستی

نفس سے جہاد مسلسل مطلوب ہے:

؎ نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کُشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دَبا لے کبھی تُو دَبا لے

مایوسی کا علاج:

؎ جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

بُری خواہش کے غلبہ کا علاج:

؎ طبیعت کی رَو زور پر ہے تو رُک
نہیں تو یہ سَر سے گزر جائے گی
ذرا دیر کو تُو ہٹا لے خیال
یہ ندی چڑھی ہے اُتر جائے گی

نفس پر عدم اعتماد:

؎ بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امّارہ کا اے زاہد!
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

اختیاری اور غیر اختیاری:

؎ لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری
نہ پڑ اَمر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کیئے جا مزہ گو نہ آئے
نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

وساوس کا علاج:

؎ وساوس جو آتے ہیں اس کا ہو غم کیوں
عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

عقل، طبع، شرع:

؎ رکھ ہمیشہ نظر میں دو باتیں
اے دو عالم کی خیر کے طالب!
طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی
اور نہ ہو عقل شرع پہ غالب

دُنیا کی لذّت اور معصیت:

؎ ترکِ دُنیا کر نہ ہر لذت کو چھوڑ
معصیت کو ترک کر غفلت کو چھوڑ
نفس و شیطاں لاکھ درپے ہوں مگر
تُو نہ ہرگز ذکر اور طاعت کو چھوڑ

یہ چند نمونے مختصراً سلوک منظوم پیش کیے گئے ہیں جو درحقیقت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے

مجددانہ اور حکیمانہ ارشادات ہیں جن کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب نے نظم کیا تھا۔ بس ان کا مطالعہ دراصل حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ارشادات کا مطالعہ ہے۔

اور آخر میں حضرت کے ایک ملفوظ پر اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں جو نچوڑ ہے سارے تصوف کا اور دین سیکھنے اور حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا سب سے آسان اور لذیذ طریقہ ہے۔

''محبتِ حق'' حاصل کرنے کا آسان طریقہ:

فرمایا کہ محبتِ حق پیدا کرنے کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کردے۔

آہن کہ بپارس آشنا شد ۔۔۔ فی الحال بصورت طلا شد

(کمالاتِ اشرفیہ،ص:۵۸)

(ترجمہ: لوہا جب پارس پتھر کی صحبت پا جاتا ہے تو فی الفور سونا بن جاتا ہے، اور کیوں بن جاتا ہے؟ بس لوہے کو چاہیے کہ پارس کے پاس بیٹھ کر تجربہ کرلے۔مؤلف)

حضرت حکیم الامت کی شان میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکوں کی جھنکاریں
ترے دستِ توکل میں تھیں استغناء کی تلواریں
جلالِ قیصری بخشا جمالِ خانقاہی کو
سکھائے فقر کے آداب تُو نے بادشاہی کو
کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ مَے خانہ

اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو قبول فرمائیں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع اور احقر کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں اور ہم سب کو حضرت حکیم الامت کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ماہِ ربیع الثانی میں مُروّجہ ’’گیارھویں‘‘ کا تحقیقی جائزہ

فقیہ الاُمّت حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
(خلیفۂ مجاز حکیم الاُمّت حضرت تھانوی قدس سرّہٗ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس ماہ میں ایک عمل مروّج ’’گیارھویں‘‘ کا ہے، جس میں چند اُمور قابلِ تحقیق ہیں:

امرِاوّل: اس عمل کی حقیقت:

سو رَواجِ حال کے موافق یہ عمل حضرت غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایصالِ ثواب کے لیے موضوع ہوا ہے، اور اَحقر نے چند ثقات سے سنا ہے کہ یہ عمل خود حضرت قدس سرّہٗ کا تھا، جس سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصالِ ثواب فرماتے تھے۔ اور چُوں کہ کوئی روایت حضرت قدس سرّہٗ کی وفات کی گیارھویں تاریخ میں واقع ہونے کی نہیں؛ چُناں چہ ایک قول ربیع الآخر کی نو تاریخ کا ہے، اور ایک قول سترہ تاریخ کا ہے، اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ’’ماثبت بالسنۃ‘‘ میں اوّل کو رَاجح اور دوسری کو بے اصل کہا ہے۔ اور اہلِ اعراس کی عادت تاریخ کی رعایت کی ہوتی ہے۔ سو اَوّل تغیر تو اس عمل میں باوجود دعوائے محبت واِتباع کے لوگوں نے یہ کیا ہے۔

امرِ دوم: اس عمل میں عقیدت:

اس عمل کے اکثر ملتزمین کا یہ اعتقاد ہے کہ اس عمل سے حضرت قدس سرّہٗ کی رُوح خوش ہوکر ہماری حاجاتِ دُنیویہ، مالیہ واَنفسیہ مثل ترقیٔ معاش وحفظ النفس واَولاد من الآفات میں امداد فرمادے گی، نیز بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے ناغہ کرنے سے حضرت کی رُوح مبارک ناخوش ہوگی اور اس سے کسی آفت میں ابتلا ہوجائے گا۔ اور ایسے اعتقادات کا بوجہ استلزام اعتقادِ استقلال فی التصرف نقلاً وعقلاً منکر ہونا ظاہر ہے۔

اسی طرح یہ اعتقاد ہے کہ تعینِ تاریخ کی شرط ہے خاص ثمراتِ مقصودہ کی، اور غیر لازم کو لازم سمجھنا ظاہر ہے کہ خود تجاوز ہے حدودِ شرعیہ سے۔ اور بعض متکلمین جو ایسے تعینات کی کچھ اصلیں

بیان کیا کرتے ہیں، سو تخیل محض وتمحل حجت ہے۔ چناں چہ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض متاخرینِ مقاربہ سے اوّل کچھ نقل کیا، پھر شیخ متقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول سے اس پر استدراک فرمادیا کہ:

لم یکن فی زمن السلف شیء من ذٰلك.(۱)

امر سوم: اس عمل میں نیت:

ان عاملین میں کل یا اکثر کی نیت اغراض ومصالحِ دُنیویہ کی دُرستی کی ہوتی ہے۔ حالانکہ طاعت مالیہ کے ایصالِ ثواب کا حاصل باعتبار ابتدا کے صدقہ ہے کہ کچھ مال کسی مسکین پر تصدق کیا، اور باعتبار انتہا کے ہدیہ ہے کہ اس تصدق کا ثواب کسی رُوح کو پہنچا دیا؛ جیسا کہ خود وہ میت کچھ صدقہ دیتا اور اس کا ثواب اس کے پاس ذخیرہ رَہ جاتا، اور صدقہ وہدیہ دونوں نیتِ مذکورہ کے منافی ہیں۔ مثلاً: اگر خود حضرت قدس سرّہٗ کسی کو کچھ صدقہ دیتے، تو کیا آپ کا مقصود دُنیا ہوتی' یا محض ثواب ہوتا؟ آپ کی شان تو بہت اَرفع ہے، ادنیٰ درجہ کا اخلاص بھی کسی کو ہوگا' وہ طاعت میں دُنیا کو مقصود نہیں بنا سکتا؛ یہ تو صدقہ کے پہلو میں نظر تھی۔ اب ہدیہ کے پہلو کو دیکھ لیا جائے! اگر حضرت قدس سرّہٗ زندہ ہوتے اور آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتا، تو کیا آپ سے دُنیا کا کوئی کام نکالنے کی نیت سے ہوتا' یا محض محبت اور حضرت کا دِل خوش کرنے کے لیے ہوتا؟ پھر اب اس نیت کو کیوں بدلا جاتا ہے، اور اس نیت کے ہوتے ہوئے حضرت قدس سرّہٗ کے ساتھ محبت وخلوص کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے؟

امر چہارم: اس عمل کی ہیئت:

بجائے مساکین کے اپنے گھر والوں کو' یا اَغنیا کو حصہ تقسیم کیا جاتا ہے، جس سے صاف شبہ ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب مقصود ہی نہیں' محض خاص ہیئات کو اغراضِ مخصوصہ میں دخیل ہونے میں کافی سمجھا جاتا ہے۔ خاص تعینات میں مثل تخصیص اطعمہ وتخصیص مقدار فلوس یا روپیوں کو ضروری سمجھتے ہیں، جن کا اوّلاً بے اصل ہونا، اور ثانیاً مزاحم اُصولِ شرعیہ ہونا ظاہر ہے۔ بعضے اُن اطعمہ کے احترام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی چیز کا اس سے عشر عشیر بھی احترام نہیں کرتے؛ کیا اس کو غلو نہ کہا جائے گا؟ یہ تفریطات تو عوام کی تھیں۔

---

(۱): متقدمین کے زمانہ میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ ۱۲منہ

امر پنجم: اس امر میں بعض خواص کی ذِلّت:

بعض مشتغلین بالباطن اس عمل کے امتثال سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان حضرات کی اَرواح ہم سے خوش ہوکر مقاصدِ سلوک میں امداد کریں گی اور فیوضِ باطنی پہنچائیں گی۔ سواس میں بھی مثل امر دوم کے محذور اعتقادِ استقلال فی التصرف کا لازم ہے، اور اس میں جو تاویلیں محتمل ہیں، اس کی تحقیق ''تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ'' ص ۸ تا ص ۱۳ میں خوب کردی گئی ہے، جو قابلِ ملاحظہ ہے۔ اس امر پنجم اور امر دوم میں بجز اس کے کہ وہاں مقاصدِ جسمی اور یہاں رُوحی ہیں، اعتقادی حالت میں کچھ تفاوت نہیں، جو اصل منشا ہے احتیاط کا۔

رفع شُبہ:

اس سے اصل عمل پر انکار کا گمان نہ کیا جائے۔ اگر کوئی مخلص عقیدہ بھی دُرست، اور نہ عمل کو لازم سمجھے، نہ اس کی کسی قید کو، نہ حضرت کو متصرف بلا تخلف قرار دے، نہ تاریخ کی تعین کرے، نہ اطعمہ وغیرہ کی، اور مقصود صرف حضرت کی محبت اور آپ کے دینی احسانوں کے صلہ میں آپ کو ثواب بخشنا ہو، تاکہ آپ کو ترقی مدارج کا قرب کا نفع ہو؛ پھر اس خدمت ثواب رسانی پر حق تعالیٰ جو چاہے، نعمت دے دیں، جس میں حضرت کے علم وتصرف کو دَخل بھی نہ ہو، ایسے شخص کو اس کی اجازت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مصلحتِ شرعیہ یہ ہے کہ ایسی بات سے احتیاط رکھے جس سے ظاہر بینوں کو شُبہ اور سند ہو سکے۔ یعنی اوّل تو کسی پر اس کا اظہار نہ کرے، اور نفلی طاعت ویسے بھی خفیہ افضل ہے۔ دوسرے اگر مخفی نہ رہ سکے، تو اس کا مروّج نام ''گیارھویں'' نہ رکھے، ''ثواب رسانی'' مناسب اور صحیح اور حقیقت پر دلالت کرنے کے لیے کافی عنوان ہے۔

اضافہ: مزید تحقیق اس مسئلہ میں ''رأس الربیعین'' کے جزوِ ثانی مسمیٰ بہ ''الحضور لامور الصدور'' میں ملاحظہ ہو۔

اہلِ انصاف کے واسطے یہ تفصیل بالکل کافی ہے، اس واسطے اس پر بس کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل کا شوق ہو، تو ان رسالہ جات کا مطالعہ کریں، جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے۔ (اصلاح الرسوم'' باب سوم کی فصل اوّل ضرور ملاحظہ فرمالیں) (ماخذ: الفضائل والاحکام للشہور والایام)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(قسط نمبر:۱)

حقوق الاسلام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حکیم الامت مجدد الملّت حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اپنے رسالہ ''حقوق الاسلام'' کے مقدمہ میں وجہ تالیف بیان فرماتے ہیں کہ:

''بعد حمد وصلوٰۃ! واضح ہو کہ نقلاً وعقلاً یہ اَمر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے، جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں، اور بعض بندوں کے؛ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں، اور بعض دُنیوی؛ پھر دُنیوی میں بعضے حقوق اَقارب کے ہیں، بعض اَجانب کے، اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں، بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں، بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے، وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ اور بوجہ لاعلمی کے اکثر لوگوں کو بعضے حقوق کی اطلاع بھی نہیں، اور بعض کو بوجہ بدعملی اُن کے اَدا کرنے کا اِہتمام نہیں، اس لیے دِل نے چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے، تو اُمید فائدہ کی ہے۔ (انتہٰی کلام)

آج بھی یہی حالات دیکھنے کو مل رہے ہیں کہ بہت سوں کو علم ہی نہیں کہ میرے ذِمّہ دوسروں کے کیا کیا حقوق ہیں، جن کو اَدا کرنا ضروری ہے؟ بس ہر کوئی اپنے حقوق یاد رکھتا ہے اور اسی کی فکر ہے، معاشرے میں آپس کے جھگڑوں اور بغض وعداوت کا سبب بھی یہی ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اس رسالہ کو قسط وار پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ ہمیں اپنے فرائض سے آگاہی ہو جائے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جب ہم کسی کا حق دیانت داری سے اَدا کریں گے، تو ہمارے حقوق خود بخود اَدا ہوتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق بخشے، آمین۔ (مُدیر)

....

اللہ تعالیٰ کے حقوق:

سب سے اوّل بندہ کے ذِمّہ اللہ جل شانہٗ کا حق ہے جس نے طرح طرح کی نعمتیں اِیجاد واِبقا(۱) کی عنایت فرمائیں، گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے، ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں طرح طرح کی نعمتوں کی اُمید دِلائی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذِمّہ یہ ہیں:

---

(۱): پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی۔ ۱۲ محمد شفیع

(۱) ذات وصفات کے متعلق موافق قرآن وحدیث کے اپنا اِعتقاد رکھے۔

(۲) عقائد واعمال ومعاملات واخلاق میں جو اُن کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے، اور جو اُن کے نزدیک ناپسندیدہ ہو، اس کو ترک کرے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کو سب کی رضا ومحبت پر مقدم رکھے۔

(۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغ (۲) کرے، سب اللہ کے واسطے کرے۔

پیغمبروں کے حقوق:

چُوں کہ ذات وصفات ومرضیات ونامرضیاتِ الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضراتِ انبیا علیہم السلام کے ہوئی اور اُن کے پاس ملائکہ وحی لائے، اس طرح بہت سے دُنیوی منافع ومضار بذریعہ انبیا علیہم السلام کے دریافت ہوئے اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور باذنِ الٰہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں۔ اس لیے حضراتِ انبیا علیہم السلام وحضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق، حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہوگیا، بالخصوص سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب سے زائد ہم پر ہے، اس لیے آپ کا حق بھی سب سے زائد ہے۔ وہ چند حقوق یہ ہیں:

(۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے۔

(۲) تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرے۔

(۳) آپ کی عظمت اور محبت کو دِل میں جگہ دے۔

(۴) اور آپ پر صلوٰۃ پڑھا کرے۔

حضراتِ ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں:

(۱) اُن کے وُجود کا اِعتقاد رکھے۔

(۲) اُن کو گناہوں سے پاک سمجھے۔

---

(۲): ترکِ احسان۔۱۲ش

(۳) جب اُن کا نام آئے، ''علیہ السلام'' کہے۔

(۴) مسجد میں بدبُو دار[1] چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں رِیح صادر کرنے سے ملائکہ کو اِیذا ہوتی ہے، اس سے احتیاط کرے۔

اور بھی جن اُمور سے ملائکہ کو تکلیف وتنفر ہو، اُن سے اِحتراز لازم سمجھے؛ مثلاً تصویر رکھنا' یا بِلا ضرورتِ شرعی کُتّا پالنا' یا جھوٹ بولنا' یا جنابت میں براہِ سُستی پڑا رہنا کہ نماز بھی بَرباد ہو جائے' بِلا ضرورتِ شرعی یا طبعی بَرہنہ ہونا، گو خلوت میں ہو۔

صحابہ واہلِ بیت کے حقوق:

حضراتِ صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چُوں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دُنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے، اس لیے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہوگئے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) ان حضرات کی اطاعت کرے۔

(۲) ان حضرات سے محبت رکھے۔

(۳) ان کے عادل ہونے کا اِعتقاد رکھے۔

(۴) ان کے محبین[2] سے محبت اور مبغضین[3] سے بغض رکھے۔

علما اور مشائخ کے حقوق:

چُوں کہ علما ظاہر و باطن میں سرورِ عالم صلی اللہ وعلیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں، اس لیے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) فقہائے مجتہدین وعلمائے محدثین واساتذہ ومشائخِ طریقت ومصنفین دینیات کے لیے دُعائے خیر کرتا رہے۔

---

(۱) جیسے کچا لہسن، پیاز، مولی، پان، تمباکو وغیرہ، اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دِیا سلائی کھینچنے سے بھی بدبُو پھیلتی ہے، اس سے بھی اجتناب کرے۔۱۲ محمد شفیع (۲) محبت رکھنے والے۔۱۲ (۳) بغض وعداوت رکھنے والے۔۱۲

(۲) حسبِ قاعدۂ شرعی ان کا اِتباع کرے۔

(۳) جو اِن میں زندہ ہوں، ان سے تعظیم اور محبت سے پیش آئے، ان سے بغض ومخالفت نہ کرے۔

(۴) حسبِ وسعت وضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

والدین کے حقوق:

یہ حضراتِ مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے، اس لیے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دُنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں، ان کا حق شرعاً ثابت ہے؛ مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اَور پرورش اُن کی توسط سے ہوتی ہے۔ اُن کے حقوق یہ ہیں:

(۱) اُن کو ایذا نہ پہنچائے، اگرچہ اُن کی طرف سے کوئی زیادتی ہو۔

(۲) قولاً وفعلاً ان کی تعظیم کرے۔

(۳) مشروع اُمور میں ان کی اطاعت کرے۔

(۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے، اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق:

(۱) ان کے لیے دُعائے مغفرت ورَحمت کرتا رہے، نوافل وصدقاتِ مالیہ کا ان کو پہنچاتا رہے۔

(۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی وخدمتِ بدنی وحُسنِ اخلاق سے پیش آئے۔

(۳) اُن کے ذِمّہ جو قرضہ ہو، اس کو اَدا کرے۔

(۴) گاہ گاہ اِن کی قبر کی زیارت کرے۔

دادا، دادی، نانا، نانی کے حقوق:

دادا، دادی، نانا، نانی کا حکم شرعاً مثلِ ماں باپ کے ہے، پس اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیے۔ اس طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے، اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث میں اس طرف اشارہ آیا ہے۔ (جاری ہے)

جہالت ایک بیماری

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حدیث نمبر ا:

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب ملعون ہے (اللہ کی رحمت سے دُور ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اُس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جو چیزیں معین ہوں، مثلاً کھانا، پینا، لباس اور زندگی کے تمام اسبابِ ضروریہ سب ذکر کے قریب ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قرب سے تمام عبادتیں اس میں شامل ہیں اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہے اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے قریب لے جاتا ہے بغیر علم کے خدا کو پہچاننا ممکن نہیں، لیکن علم کی اتنی ضرورت اور اہمیت کے باوجود عالم اور طالب علم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے بیان فرمایا کہ اُمت کو معلوم ہو کہ علمِ دین بہت بڑی دولت ہے۔ (اصل علم علمِ دین ہے اور اس کے علاوہ تمام علوم فنون ہیں)

ایک حدیث میں ہے کہ علم صرف اللہ کے لیے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں ہے اور علم کی تلاش میں کہیں جانا عبادت ہے اور علم کو یاد کرنا تسبیح ہے۔ تحقیقاتِ علمیہ کے لیے بحث کرنا جہاد ہے اور پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے اس لیے کہ علم جائز و ناجائز کے پہچاننے کی علامت ہے اور جنت کے راستوں کا نشان ہے، وحشت میں جی بہلانے کا سامان ہے اور سفر کا ساتھی ہے۔ (سفر میں کتاب کا مطالعہ) تنہائی کا ایک ہم کلام دوست ہے۔ خوشی اور رَنج میں دلیل ہے، دُشمنوں پر ہتھیار ہے۔ دوستوں کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت علما کو بلند

مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشانِ قدم پر چلا جائے اور اُن کے افعال کی اتباع کی جائے۔ اُن کی رائے کی طرف رُجوع کیا جائے فرشتے اُس سے دوستی کرنے کی رَغبت کرتے ہیں۔ فرشتے اپنے پَروں کو (برکت حاصل کرنے کے لیے یا محبت کے طور پر) اُن پر مَلتے ہیں اور ہر تَر وخشک چیز دنیا کی اُن کے لیے مغفرت کی دُعا کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ تک) بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں اور یہ سب اس لیے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے علم کی وجہ سے بندہ اُمت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے اُس کا یاد کرنا تہجد کے برابر ہے اسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں اور اسی سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ علم کا امام ہے اور عمل کا امام ہے اور عمل اُس کا تابع ہے۔ سعید لوگوں کا اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں۔ (از فضائلِ ذکر شیخ الحدیث)

حدیث نمبر۲:

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کی فضیلت عابد (غیر عالم) پر ایسی ہے جیسے کہ ہماری فضیلت تمھارے اوپر۔ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے ملائکہ اور تمام آسمانوں اور زمین پر بسنے والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بِلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں دُعائے رحمت کرتے ہیں اُن لوگوں پر جو لوگوں کو علمِ دین سکھاتے ہیں۔ (جمع الفوائد کتاب العلم)

حدیث نمبر۳:

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث نمبر۴:

تین قسم کے لوگ ہیں کہ جس کے ساتھ اَہانت وحقارت کا معاملہ کوئی نہیں کرتا سوائے منافق کے: ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا امامِ عادل۔ (جمع الفوائد)

فائدہ: یعنی ان لوگوں کا اکرام ایمان کی علامت ہے اور اَہانت نفاق کی علامت ہے۔

حدیث نمبر۵:

جس نے کسی کو علم سکھایا اُس کے عمل کا ثواب بھی سکھانے والے کو ملے گا اور اُس عمل کرنے والے کے ثواب سے کوئی کمی بھی نہ کی جائے گی۔(جمع الفوائد)

حدیث نمبر۶:

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔(جمع الفوائد)

حدیث نمبر۷:

جب جنت کی کیاریوں سے گزرو، تو خوب کھا پی لیا کرو، عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: علما کی مجالس۔(جمع الفوائد)

حدیث نمبر۸:

عالم کو اپنے علم پر خاموشی جائز نہیں اور جاہل کو اپنے جہل پر خاموشی جائز نہیں (یعنی جاہل کو عالم سے سوالات کر کے علم سیکھنا چاہیے) جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرتے رہو(اور اہلِ ذکر سے مراد اہلِ علم ہیں)۔(جمع الفوائد)

حدیث نمبر۹:

جو شخص علم کو رضائے حق کے لیے نہ حاصل کرے (بلکہ دُنیوی اغراض کے لیے علمِ دین سیکھے یعنی صرف دنیا کمانا مقصود ہو اور لوگوں سے جاہ وعزت حاصل کرنا مقصود ہو) تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

فائدہ: علمِ دین سیکھنے والوں کے لیے اس حدیث سے اخلاصِ نیت کا سبق ملتا ہے۔

(**ماخذ:** رُوح کی بیماریاں اور اُن کا علاج، حصہ اوّل)

(قسط نمبر:۱)

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی قرآنی سورتیں، آیتیں اور مسنون دُعائیں

محمد ارمغان ارمانؔ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

سیّدی و مُرشدی مُجدّدِ زمانہ حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اخترؔ نوّر اللہ مرقدہٗ نے اپنے مُرشدِ اوّل صِدّیقِ زمانہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اثباتِ قیامت کی تقریر کو نظم میں فرمایا تھا، جس کا آخری شعر ہے۔

قیامت کا دِن منتہائے عمل ہے

جزائے عمل ہے سزائے عمل ہے

ان سادہ الفاظ میں جامعیت و نصیحت اظہر من الشّمس ہے، یعنی یہ شعر ایک مکمل وعظ ہے، جو قلب میں خوفِ خدا اور دُنیا سے بے رَغبتی پیدا کر کے روزِ قیامت کی تیاری کے لیے فکرِ آخرت پیدا کرتا ہے۔

خوف وخشیّتِ الٰہی کی اہمیت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ[۱]

”اے لوگو! اپنے پروردگار (کے غضب) سے ڈرو“۔

اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب، عظمت و جلال، اور عذابِ قبر، روزِ محشر اور قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے رونا، گڑگڑانا اور اپنے پیارے ربِّ کریم کے عشق و محبّت میں آہ وبکا اور گریہ وزاری کرنا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا خاص شِعار ہے۔ چُناں چہ ایک حدیث میں رسول

---

[۱] الحج:۱۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سچے و پکّے مومن کی صفات بیان فرماتے ہوئے ایک صفت یہ ارشاد فرمائی کہ ”اللہ سے ڈرنا اس کا شِعار ہے“۔[۲] ربِّ کریم نے بھی اپنے دوستوں کی اس صفت کا تذکرہ قرآن میں فرمایا ہے:

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○[۳]

”اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے بُرے انجام سے خوف کھاتے ہیں“۔ اور اہلِ خوف و اہلِ خشیّت کے لیے انعام کی نوید سناتے ہوئے فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○[۴]

”اور جو شخص (دُنیا میں) اپنے ربّ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہو گا اور نفس کو (حرام) خواہش سے روکا ہو گا۔ سو جنت اس کا ٹھکانہ ہو گا“۔

اس آیت کی تشریح میں حکیم الاُمّت حضرت تھانوی قدس سرّہٗ کا ایک وعظ ہے، جس کے آخر میں اپنے بیان کا خلاصہ یوں ارشاد فرمایا کہ جنّت لائق طلب کے ہے، اور اس کا ذریعہ خواہشِ نفس کا چھوڑنا، اور اس کا مددگار خوف ہے، اور اس کا طریقہ ہے مُراقبہ' جس کا بیان ابھی [یعنی وعظ میں] ہو چکا۔ جب مُراقبہ کیا' تو خوف پیدا ہوا، اس سے خواہش نفس کی چُھوٹ گئی، اس پر نتیجہ ہو گا: فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى کہ ایسے شخص کا ٹھکانہ جنّت ہے۔[۵]

”خوف“ کی حقیقت:

”خوف“ کا لغوی معنیٰ ”ڈر“ ہے۔ اِصطلاحِ تصوّف میں اس کے معنیٰ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ خوف کے حقیقی معنیٰ یہ ہیں کہ کسی آنے والی تکلیف کے

۲۔ حلیۃ الأولیاء لأبي نعیم الأصبھاني: ۱/۲۶، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۳۔ الرعد: ۲۱۔

۴۔ النّزعٰت: ۴۰، ۴۱۔

۵۔ حاضری کا خوف: ۳۶، ط: انجمن احیاء السنہ لاہور (از سلسلہ تسہیل المواعظ)۔

اَندیشہ سے دِل دُکھے ' اور سوزِش پیدا ہو، اور ظاہر ہے کہ جب تک حق تعالیٰ کی صفاتِ جلالیہ کی معرفت حاصل نہ ہو گی' اس وقت تک خوف پیدا نہ ہو گا۔ اور جب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گا کہ خداوند تعالیٰ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز پر ایسا قادِر ہے کہ دَم میں جو چاہے کرے کہ مخلوق میں کوئی شخص چُوں بھی نہیں کر سکتا، تو اس وقت خوف اور خشیّت پیدا ہو جائے گا۔[٦]

حضرت اسحاق بن خلف رحمہ اللہ تعالیٰ ' جو ہمارے اسلاف میں سے ہیں، فرماتے تھے کہ خوف یہ نہیں کہ آدمی بیٹھا رویا کرے ' اور آنسو پُونچھتا رہے، بلکہ حقیقی خوف یہ ہے کہ آدمی ان باتوں کو چھوڑ دے ' جن پر اسے عذاب کا خوف ہو۔[٧]

کیوں کہ خوفِ خداوندی سے مُراد وہ خوف ہے ' جس کی وجہ سے بندہ اپنے اعضائے جسم کو گناہوں سے باز اور طاعات و عبادات میں مشغول رکھے۔ ورنہ ایسے خوف کا کوئی اعتبار نہیں، جو پیدا تو ہو ' مگر اس کی کار فرمائی اعضائے جسم پر ظاہر نہ ہو؛ کہ نہ تو وہ گناہوں سے باز رکھے ' اور نہ طاعات و عبادات میں لگائے رکھے، بلکہ حقیقت میں اس کو خوفِ خداوندی نہیں کہا جا سکتا ' اس کو تو "حدیثِ نفس" یعنی ایک ایسا وَسوسہ اور ایک ایسی تحریک کہا جا سکتا ہے ' جو کسی ہولناک چیز کے اسباب و آثار دیکھنے کے وقت طبیعت پر طاری ہو جاتی ہے؛ اور جب وہ اسباب و آثار غائب ہو جاتے ہیں، تو دِل پھر غفلت میں پڑ جاتا ہے۔[٨]

"خوف" اور "خشیّت" میں فرق:

عربی زبان میں ڈرنے کے لیے عموماً دو لفظ استعمال ہوتے ہیں؛ "خوف اور خشیّت"۔ اُردو زبان میں دونوں کا ترجمہ ایک ہی کیا جاتا ہے، لیکن اصل کے اعتبار سے ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ چُناں چہ ہمارے مُرشد حضرت والا مُجدّدِ زمانہ نوّر اللہ مرقدہٗ نے فرمایا تھا کہ "خشیّت" وہ خوف ہے ' جو محبّت و عظمت کے ساتھ ہو، جب کہ خوف میں محبّت و عظمت شامل نہیں ہوتی ' بغیر

---

[٦] تبلیغِ دین للغزالی، مترجم: ۲۳۸، ۲۳۹، ط: ادارۃ المعارف کراچی۔

[٧] تنبیه المغترین للشعراني: ٨٦، الباب الاوّل، ط: مکتبة التوفیقیة القاهرة، اُردو ترجمہ احوالِ صادقین: ۱۳۹، ط: ادارۂ اسلامیات لاہور۔

[٨] مظاہرِ حق جدید: ۴/ ۹۳۷، کتاب الرقاق، باب البکاء والخوف، الفصل الثانی، ط: دارالاشاعت کراچی۔

محبّت و عظمت کے ڈر ہوتا ہے۔ مثلاً: کوئی یہ نہیں کہتا کہ مجھے سانپ سے خشیّت ہے' بلکہ کہتا ہے کہ مجھے سانپ سے خوف ہے، سانپ کا یہ خوف اس کی محبّت و عظمت کی وجہ سے نہیں' بلکہ اس کی ہیبت و دَہشت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حضرت ابو القاسم حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے، اس سے دُور بھاگتا ہے۔ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے، وہ اسی کے دامانِ رحمت میں پناہ لیتا ہے۔[۹] اسی لیے مخلوق کے لیے خشیّت کا لفظ نہیں' بلکہ خوف کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت والا مُرشدی نَوّر اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ خشیّت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، لیکن قرآنِ کریم میں جہاں بھی خوف کا لفظ استعمال ہوا ہے' وہ خشیّت ہی کے معنوں میں ہے؛ کیوں کہ سب جگہ خوف مُقیّد ہے خشیّت کے ساتھ۔ یہ اُصولِ تفسیر ہے کہ اگر ایک جگہ مُقیّد آیا ہو اور دوسری جگہ آزادی ہو، تو وہاں بھی قید پہنچ جاتی ہے۔ چُناں چہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "المفردات فی غریب القرآن" میں اور علّامہ آلوسی السیّد محمود بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر "رُوح المعانی" میں خوف وخشیّت کے درمیان ایسا ہی فرق لکھا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[۱۰]

"اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ "خشیّت اور علم" کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، باہم لازم و ملزوم ہیں۔ کیوں کہ خشیّت بقدرِ معرفت ہوتی ہے' یعنی جس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم اور معرفت ہوتی جائے گی، اسی قدر خشیّت بڑھتی جائے گی۔ اسی لیے "عُلما و مشائخ" عامۃ النّاس کی نسبت زیادہ خوف وخشیّت والے ہوتے ہیں، کیوں کہ "عارفِ کامل" ہوتے ہیں۔ (یہاں عُلما سے مُراد وہ عُلما ہیں' جو اِصطلاحی عُلوم حاصل کرنے کے بعد کسی شیخِ کامل سے اپنی اصلاح و تزکیہ کراتے ہیں، یعنی علمِ نبوّت کے ساتھ نُورِ نبوّت بھی حاصل کرتے ہیں۔)

الغرض قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں جگہ جگہ خوف وخشیّت کی فضیلت، اہمیت،

---

[۹] احیاء العلوم الدین للغزالی، مترجم: ۲۴۶/۴، ۲۴۷، کتاب الخوف والرجاء، ط: دارالاشاعت کراچی۔

[۱۰] فاطر: ۲۸۔

تاکید اور ترغیب آئی ہے۔ یہ ایک قلبی کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنے والی اور اُس کی اطاعت پر اُبھارنے والی ہے، اور تقویٰ کی رُوح بھی یہی ہے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ خاصانِ خدا کے حالات وواقعات کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے، اس کیفیت کے پیدا ہونے میں معین ہے۔

خوفِ الٰہی کے درجات:

خوفِ الٰہی کی دو صُورتیں (درجے) ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف:...... یہ خوف عام مسلمانوں کو ہوتا ہے، کیونکہ وہ جنّت اور دوزخ پر ایمان لاتے ہیں' اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اطاعت کا صلہ جنّت اور معصیت کی سزا جہنّم ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ ہر مسلمان کے دِل میں کم از کم اس درجہ کا خوف ہونا ضروری ہے' یہ شرطِ ایمان ہے۔ عموماً غفلت اور اِیمان کی کمزوری کے باعث اس کے مکمل اَثرات مُرتّب نہیں ہو پاتے' اور معاصی میں مشغولی رہتی ہے، اس کا علاج ''صحبتِ اہل اللہ'' ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی ذات سے خوف:...... یہ قسم پہلی کی بنسبت افضل و اعلیٰ ہے، اس خوف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دُوری اور حجاب سے ڈرا جائے' اور قُرب کی رَجا (اُمید و کوشش) کی جائے۔ اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے اُوپر فرض ہے، اس فرض کو چھوڑنے والا کافر تو نہ ہو گا، البتہ گناہ گار ضرور ہو گا۔ خوف کا یہ درجہ اہلِ علم و اہلِ دل حضرات کو حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ وہ صفاتِ باری تعالیٰ سے واقف ہوتے ہیں۔ (اس کی کچھ تفصیل گزشتہ عنوان میں بھی گزر چکی ہے)

حضرت ذُوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دوزخ کے خوف کے مقابلے میں باری تعالیٰ کی جُدائی کا خوف ایسا ہے' جیسے سمندر کے مقابلے میں پانی کا قطرہ۔

خشیّت کے اس درجہ کا کچھ حصہ عام مومنین کو بھی میسر ہو جاتا ہے؛ علم، تجربے اور بصیرت کی راہ سے نہیں' بلکہ محض تقلید سے، لیکن تقلیدی خوف ہونے کی وجہ سے جلد ہی اس کے اثرات زائل بھی ہو جاتے ہیں، کیوں کہ یہ خوف ضعیف ہوتا ہے۔ اس کے کامل حصول کے لیے آسان اور مؤثر طریق صرف ''صحبتِ اہل اللہ'' ہے۔[۱۱]

(جاری ہے)

---

[۱۱] مستفاد: احیاء علوم الدین للغزالی، مترجم: ۴/۲۶۳، کتاب الخوف والرجاء، وغیرہ۔

حضرت عارفِ وقت دامت برکاتہم کا سفرِ منڈی بہاء الدین

قلم بند: حضرت ابوحمّاد قاری محمّد عُبیداللہ ساجد صاحب مدّظلہم

مرتب: محمّد ارمغان ارمانؔ (دوسری و آخری قسط)

بندہ نے صبح ان کے برخوردار کو فون پر اطلاع دی تھی کہ حضرت والا ڈاکٹر صاحب مدظلہم آج منڈی بہاء الدین تشریف لے جارہے ہیں، اگر فرصت ہو تو پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ پر شرفِ ملاقات و نیاز حاصل کر لیجیے۔ جب بندہ خانقاہ عالیہ پہنچا' تو حضرت والا مدظلہم نے دریافت فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم کو اطلاع آپ نے دی ہے؟ بندہ نے عرض کیا کہ جی۔ تو فرمایا کہ ان کا فون آیا تھا کہ یہاں مدرسہ میں اگر آپ کچھ دیر کے لیے تشریف لے آئیں، تو ہمارے لیے باعثِ سعادت ہوگا۔

پھر براستہ گجرات دوبارہ روانگی ہوئی، قصبہ کنجاہ میں برلبِ سڑک سرگودھا روڈ پر مدنی مسجد میں نمازِ عصر اَدا کی، اور تقریباً پونے چھ بجے منڈی بہاء الدین میں حضرت والا کاوُرودِ مسعود ہوا۔ سلطان ٹاؤن کی مسجد بلال کے ساتھ چوہدری منور صاحب کے ڈیرا پر پہنچے، نمازِ مغرب ادا کی۔ نمازِ عشاء سے قبل کھانا تناول کیا گیا، اس کے بعد نمازِ عشاء کی ادائیگی کے لیے مسجد پہنچے۔ اقامت کے کلمات حضرت نے پڑھے، قبل اقامت حضرت والا مدظلہم نے نمازیوں سے مخاطب ہوکر اِرشاد فرمایا کہ سیکھ لو! سُنّت اقامت اس طرح پڑھی جاتی ہے۔ قبل نمازِ عشاء ڈیرہ اسماعیل خان سے عزیزم ضیاء اللہ ضیاء بھی پہنچ گئے تھے، بعد نماز حضرت دادا مرشد شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختؔر نور اللہ مرقدہٗ کا کلام پڑھا، حضرت والا مدظلہم نے خوب سراہا۔

دوسرا دِن:

۷رصفر الخیر مطابق ۸رنومبر بروز منگل نمازِ فجر کی اَدائیگی کے بعد حضرت والا مدظلہم نے احباب کو آرام کے لیے فرمایا۔ پھر تقریباً دس بجے حضرت والا نے چوہدری منور رانجھا کے مکان پر پس پردہ خواتین کو خطاب فرمایا۔ چُوں کہ حضرت والا کی طبیعت ناساز تھی، اس لیے تھوڑی دیر بیان فرمانے کے

بعد بندہ سے ارشاد فرمایا کہ تم آگے بات چلاؤ۔ الامر فوق الادب کے تحت بندہ نے معروضات پیش کیں۔ حضرت والا کے بیانات کو عزیزم حافظ دِلشاد حبیب سلمہٗ نقل کر رہے ہیں، اِنْ شَآءَ اللہ عنقریب منصۂ شہود پر آ جائیں گے۔ بندہ کے بیان کے دوران عزیزم حافظ دلشاد حبیب سلمہٗ فاروقہ سرگودھا سے منڈی بہاء الدین پہنچ گئے۔ حضرت شیخ مدظلہم نے ڈیرہ اسماعیل خان اور سرگودھا کے احباب کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد دار العلوم (رسول روڈ) پہنچے، علما وطلبہ نے مرحبا کہا، اس ادارہ کے مسئول مولانا اظہر ندیم صاحب زید مجدہٗ ہیں۔ یہاں تقریباً پون گھنٹہ مجلس رہی، ضیاء اللہ ضیاء نے حضرت والا دادا مرشد رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا، علما وطلبہ کا مجمع تھا' ان حضرات نے حضرت والا کے ارشادات کو نہایت توجہ سے سنا اور بہت محظوظ ہوئے۔ بعض دوستوں کی طرف سے رائے آئی کہ آپ اعلان کر دیں جو حضرت والا سے بیعت ہونا چاہیں' بیعت کر لیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ ہمارے حضرت والا مدظلہم اس کو پسند نہیں فرماتے۔ جو بیعت ہونا چاہیں، وہ پہلے مکاتبتِ اصلاحی کریں، جب مناسبت ہو جائے گی' تو پھر حضرت والا مدظلہم بیعت بھی فرما لیں گے۔ بطورِ نمونہ اپنی مثال عرض کی کہ حضرت سے میری چھ ماہ اصلاحی خط وکتابت رہی، اس کے بعد حضرت نے بیعت فرما کر اپنی غلامی میں لیا۔ آخر میں حضرت والا دادا مرشد نور اللہ مرقدہٗ کے مواعظ حاضرین کو عطا فرمائے۔

یہاں سے فارغ ہو کر قبل نمازِ ظہر مدرسہ تعلیم السلام للبنات (فروٹ منڈی) پہنچے، نمازِ ظہر و عصر یہیں ادا کی اور حضرت نے آرام فرمایا۔ بعد نمازِ عصر حضرت نے قاری مزمل حسین غوری سلمہٗ کی درخواست پر مدرسہ کا معائنہ فرمایا، بعد معائنہ بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور مدرسہ و منتظمین کے لیے ڈھیر ساری دُعائیں دیں، اور حضرت والا دادا مرشد نور اللہ مرقدہٗ کے مواعظ عطا فرمائے۔

پھر قبل نمازِ مغرب بندہ کے بھانجوں عزیزم ثاقب علی و عزیزم قاسم علی سلمہما کے ہاں واسو روڈ رحمان پورہ پہنچے، نمازِ مغرب یہیں ادا کی۔ عزیزان نے بڑی چاہت و محبت سے خوش آمدید کہا اور حضرت والا مدظلہم کی تشریف آوری کو اپنی خوش بختی قرار دیا اور شکریہ ادا کیا۔ یہاں حضرت والا مدظلہم

نے چند نصائح فرمائیں، جو ذیل میں پیشِ خدمت ہیں۔

چند اِرشادات:

ارشاد فرمایا: جسم کی غذا مادّی غذائیں ہیں، اور رُوح کی غذا ''تزکیۂ نفس'' ہے، جو کسی مرشدِ کامل کے ذریعہ نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح مفسر، محدث، فقیہ قرآن و حدیث اور علمِ فقہ کا درس دیتے ہیں، ایسے ہی مرشدِ کامل تزکیۂ نفس کرتے ہیں اور انسان کے باطن کو پاک اور صاف کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: المرید لا یرید الا اللہ مرید ہوتا ہی وہ ہے جو اپنے مرشد سے سوائے اللہ کے کچھ نہ چاہے، اس کا مقصود فقط اللہ کا قرب ہو۔ عام لوگ ظاہر ڈھونڈتے ہیں اور خوش نصیب علمِ باطن کے طلب گار ہوتے ہیں۔

بعد نمازِ مغرب عزیزان نے پُرکلف کھانے سے اکرام کیا اور حضرت والا مدظلہم کے ساتھ آئے احباب کو ایک ایک جوڑا کپڑوں کا ہدیہ کے طور پر دیا۔

پھر یہاں سے مکی مسجد (گوڑھا محلّہ) پہنچے، امام وخطیب مولانا محمد باقر فاروقی زید مجدہٗ اور احباب نے حضرت کا استقبال کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ بعد نمازِ عشاء تقریب کا آغاز ہوا۔ قبل ازیں حضرت نے بندہ سے ارشاد فرمایا: عبیداللہ! مجھ سے بولا نہیں جائے گا، تم یہ شعر پڑھ کر بیان کرنا۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

ذہن بنالو، مَیں بیان نہیں کروں گا۔ بندہ نے عرض کیا کہ علمائے کرام اور عوام آپ کے بیان وزیارت کے لیے آئیں گے، اِنْ شَآءَاللہ آپ کو شرح صدر ہو جائے گا۔ فرمایا: بیٹا! طبیعت کھل نہیں رہی۔ بندہ اللہ پاک کی بارگاہ میں مناجات کرتا رہا۔ تلاوت کلامِ پاک قاری مزمل حسین غوری سلمہٗ نے کی، بعد ازاں مولانا محمد باقر فاروقی زید مجدہٗ نے کلام پڑھا۔ اب بندہ ڈر رہا تھا کہ حضرت والا مدظلہم فرما نہ دیں کہ بیان کرو، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا باقر نے مائیک فوراً حضرت کے سامنے کر دیا، اس طرح تقریباً سوا گھنٹہ حضرت کا بیان ہوا۔ علمائے کرام اور عوام الناس بڑی تعداد میں موجود تھے۔

حضرت کی تلقین پر ایک نوجوان تاجر کا سُنّت پر فوراً عمل کرنا:

مدرسہ تعلیم الاسلام میں حضرت سے ملاقات کے لیے ایک متشرع نوجوان تاجر رضوان صاحب آئے تھے، حضرت نے باتوں باتوں میں ان کی اصلاح فرمائی۔ اب جب وہ مکی مسجد میں آئے، تو حضرت کی تلقین پر عمل کر کے آئے۔ حضرت والا مد ظلہم نے بندہ سے فرمایا کہ یہ دیکھو! ان کی مونچھ بڑھی ہوئی تھیں، صاف کرا دیں، پھر حضرت نے اُن کو دُعائیں دیں۔

بعد بیان علما میں حضرت والا دادا مرشد نور اللہ مرقدہٗ کے مواعظ اور عوام الناس میں اصلاحی پرچے بڑی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔ حضرت کے بیان سے چند نکات ذیل میں پیشِ خدمت ہیں۔

چند اِرشادات:

ارشاد فرمایا: ہر گناہ انسان کے لیے نقصان دہ ہے، کچھ گناہ ایسے ہیں جو انتہائی خطرناک ہیں؛ ان میں ایک ''بدنظری'' ہے۔ اس دَور میں بدنظری کا مرض اتنا زیادہ ہے کہ دین پر چلنے والے' بلکہ سکھانے والے بھی اس مرض کو مرض نہیں سمجھتے۔ میرے شیخ مجد دِ عصر عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا پختہ خیال ہے کہ جو بدنظری سے بچ گیا، وہ ایسے ہے جیسے اس نے ہاتھی اُٹھالیا، پھر اس کے لیے مرغیاں اُٹھانا مشکل نہیں ہے۔ بدنظری صرف نوجوانوں میں ہی نہیں، بلکہ اس میں ہر عمر کا آدمی ملوث ہوسکتا ہے۔ بڑے گناہ چُھوٹ جائیں، تو چھوٹے چھوٹے گناہ خود بخود چُھوٹ جائیں گے۔ گناہ کا ایک بڑا نقصان ترکِ عبادات ہیں، اس میں نماز جیسی عظیم الشان عبادت بھی شامل ہے۔

پھر حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ نقل فرمایا کہ جب مَیں سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہوں، تو ایسے لگے جیسے ربّا نے میرا چُمّا لیا ہے [یعنی بوسہ لے لیا]۔

تیسرا اور آخری دِن:

۸/صفر مطابق ۹/نومبر بروز بدھ صبح تقریباً آٹھ بجے قاری مزمل حسین غوری سلمہٗ نے بندہ

سے کہا کہ مولانا مسعود حجازی زید مجدہٗ (مدرس جامعہ عثمانیہ واسو منڈی بہاء الدین) کا فون ہے، اُنھوں نے حضرت سے بیعت کا اشتیاق ظاہر فرمایا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ قیام گاہ پر آ گئے، پھر اُنھوں نے رات کے بیان پر اپنی کیفیت کا اظہار فرمایا کہ حضرت والا مدظلہم نے حضرت گنج مراد آبادی کا ملفوظ ارشاد فرمایا تھا، اس کے مطابق مَیں نے نماز پڑھی، بڑا لطف آیا، مزید دو رکعات ادا کیں۔ بندہ نے احباب سے عرض کیا کہ حضرت والا مدظلہم کے وُرودِ مسعود کی نقد قیمت مل گئی، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ حضرت آرام فرما رہے تھے، اس لیے حجازی صاحب کی ملاقات نہ ہوسکی، بندہ نے ان سے عرض کیا کہ آپ مکاتبتِ اصلاحی شروع کر دیں، اصلاح فرض ہے اور بیعت سُنّت، رابطہ باضابطہ رکھیں اِنْ شَآءَ اللہ نفع ہوگا۔ پھر جب حضرت بیدار ہوئے، تو بندہ نے یہ تمام باتیں خدمت میں گوش گزار کیں۔

کھیوڑہ کان کی سیر اور واپسی:

تقریباً دس بجے حضرت نے غوری صاحب کے گھر پر قدوم مبارک اور دُعا فرمائی۔ پھر دس افراد پر مشتمل قافلہ کھیوڑہ کے لیے روانہ ہوا، عزیزان ثاقب و قاسم بھی اپنی گاڑی لے آئے، چوہدری نور الدین صاحب نے پنڈ دادنخان پر گائید ہمراہ کیا۔ سوا بارہ بجے ہم کھیوڑہ پہنچ گئے، یہاں نمازِ ظہر اَدا کی۔ حضرت والا مدظلہم کو بغرض راحت ٹرین پر سوار کیا، ضیاء اللہ، قاری مزمل وغیرہ ہمراہ تھے۔ بندہ اور عزیزم حافظ شاہ زیب ندیم سلمہٗ نے پیدل کھیوڑہ کان دیکھی اور اللہ کی قدرت کا نظارہ کیا۔

تین بجے کے قریب واپسی ہوئی۔ حضرت والا مدظلہم لاہور کے لیے روانہ ہوئے، ضیاء اللہ ضیاء کو حضرت کے ہمراہ کر دیا۔ بندہ عزیزان ثاقب و قاسم کے ہمراہ منڈی بہاء الدین آ گیا، راستہ میں ھیون ریسٹورنٹ جو دریا جہلم کے کنارے منڈی بہاء الدین سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، نمازِ عصر ادا کی، بالائی منزل پر کھانا کھایا، یہاں بڑا دِل کش نظارہ تھا۔ بعد نمازِ مغرب منڈی بہاء الدین پہنچ گئے، اور اگلے دِن صبح دس بجے بندہ فاروقہ کے لیے روانہ ہوا، اہلیہ کی دوائی کے لیے سرگودھا میں کچھ دیر قیام کیا اور پھر بعد نمازِ مغرب عافیت سے گھر پہنچ گیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر یہ اِک دِن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میّت اُترنی ہے ضرور
ایک دِن مَرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خواجہ مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ

تعلق مع اللہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

ارشاد فرمایا: دین دار سے زیادہ تعلقات کے حقوق کوئی بھی اَدا نہیں کرسکتا، کیوں کہ جب بندہ کا تعلق خدا تعالیٰ سے مستحکم ہو جاتا ہے، تو دُنیا کے تعلقات کے حقوق پہلے سے زیادہ مستحکم ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ پہلے تو ان حقوق کو حظِ نفس کے لیے اَدا کیا جاتا تھا، اور حظِ نفس اپنی اختیاری شے ہے؛ جب چاہو، اس سے قطع نظر کرلو تو وہ حقوق ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اَب رضائے الٰہی کے لیے ان حقوق کو اَدا کیا جاتا ہے، اور رَضائے حق سے قطع نظر نہیں ہو سکتی، اس لیے حقوق کی اَدائیگی یقینی۔

اور جو لوگ دین دار بن کر حقوقِ متعلقین میں کمی کرتے ہیں، وہ دین سے ناواقف ہیں؛ حقیقت میں وہ دین دار نہیں، گو دُنیا ان کو دین دار سمجھتی ہے۔ (کمالاتِ اشرفیہ ۸۷)